خطبہ جمعہ

خدا تعالیٰ نے ان پر دو ذمہ داریاں مقرر کی ہیں۔ ایک حقوق اللہ اور ایک حقوق العباد

تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنے اہل کے حق میں سب سے اچھا ہو

خاوند کے گھر کی عمدگی کے ساتھ دیکھ بھال کرنے والی اور اسے اچھی طرح سنبھالنے والی عورت کووھی ثواب اور اجر ملے گا جو اس کے خاوند کو اپنی ذمہ داریاں اداکرنے پر ملتاھے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔
فرمودہ ۲۱/جنوری ۲۰۰۰ء بمطابق ۲۱ صلح ۱۳۷۹ھجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله۔
أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم ۔
الحمدلله رب العٰلمين ۔ الرحمٰن الرحيم ۔ مٰلك يوم الدين ۔ إياك نعبد و إياك نستعين ۔
اهدنا الصراط المستقيم ۔ صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔
﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْنَ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَة. وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ﴾۔
(البقرہ:۲۲۹)

اور ان عورتوں کا دستور کے مطابق مردوں پر اتنا ہی حق ہے جتنا مردوں کا ان پر ہے حالانکہ مردوں کو ان پر ایک قسم کی فوقیت بھی ہے اور اللہ کامل غلبہ والا (اور) حکمت والا ہے۔

آج جو خطبات کا سلسلہ شروع کرنے لگا ہوں اس کا تعلق حقوق سے ہے۔ خاوند کے بیوی پر، بیوی کے خاوند پر، بچوں کے باپ پر، باپ کے بچوں پر۔ غرضیکہ حقوق کے تعلق میں آئندہ چند خطبات ہونگے۔ جب بھی میں کبھی مردوں کو یاد کراتا ہوں کہ ان کو اپنی بیویوں کے حق ادا کرنے چاہئیں تو کئی احتجاج کرتے ہیں کہ بیویوں کو بھی تو توجہ دلائیں۔ بیویوں کو توجہ دلاتا ہوں تو وہ کہتی ہیں کہ مردوں کو بھی توجہ دلائیں۔ یہ آپس کی بحث جاری رہتی ہے۔ تو میں نے کہا ان دونوں کو باری باری حقوق کی طرف توجہ دلاؤں گا تاکہ ایک کو دوسرے سے یا دونوں کو مجھ سے شکوہ کا حق باقی نہ رہے۔

سب سے پہلے میں چند احادیث نبوی آپ کی خدمت میں اپنی طرف سے پیش کرتا ہوں۔ احادیث نبوی کے لفظ کے ساتھ ایک تھوڑا سا تردّد ہوا تھا، آنحضورؐ کے فرمان ہیں جو آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں یہ سنن الترمذی کتاب المناقب سے حدیث لی گئی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنے اھل کے حق میں سب سے اچھا ہے۔ اور مَیں اپنے اھل کے حق میں تم سب سے اچھا ہوں۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر قرآن نازل ہوا، آپؐ ہی بہتر جانتے تھے کہ اھل کے حق میں اچھا ہونے سے کیا مراد ہے اور آپؐ نے اپنے آپ کو ایک نمونہ کے طور پر پیش کیا ہے۔ پس جو بھی حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے محبت کرتا ہے اور آپؐ کے نمونے پر چلنا چاہتا ہے اس کو اپنے اہل وعیال کے حق اس طرح ادا کرنے چاہئیں جیسے کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ ادا فرمایا کرتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں، ترمذی کتاب النکاح سے یہ حدیث لی گئی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا مومنوں میں سے ایمان کے لحاظ سے کامل ترین وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہیں اور تم میں سے اخلاق کے لحاظ سے بہترین وہ ہیں جو اپنی عورتوں سے بہترین اور مثالی سلوک کرتے ہیں۔ (سنن الترمذی کتاب النکاح باب حق المرأة علی زوجها)

اخلاق سے بعض مرد یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ باہر کی دنیا میں اخلاق سے پیش آؤ تو یہی مراد ہے رسول اللہ ﷺ کی۔ ہرگز یہ مراد نہیں۔ بلکہ فرمایا گھر میں بھی اخلاق ہونے چاہئیں۔ جبکہ باہر کے لوگوں کے سامنے تو تصنّع بھی ہو جاتا ہے مگر گھر میں تصنّع نہیں چلتا اس لئے اپنی بیوی سے حسن سلوک اور اعلیٰ اخلاق سے پیش آؤ تب تم سچے مومن کہلاؤ گے۔

ایک حدیث سنن ابن ماجہ سے لی گئی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دنیا تو عارضی ٹھکانہ ہے۔ دنیا کے عارضی سامانوں میں نیک عورت سے بڑھ کر کوئی سامان افضل نہیں۔ (سنن ابن ماجه ابواب النكاح باب فضل النساء)۔ بہت ہی عارفانہ کلام، بہت ہی گہری بات ہے۔ نیک عورت جس کو میسر آجائے اس سے بہتر اور اس کا دنیا میں جو عارضی ٹھکانہ ہے اس سے بہتر نہیں چل سکتا کہ گھر میں کوئی نیک عورت ہو۔ فرمایا عارضی سامانوں میں نیک عورت سے بڑھ کر کوئی سامان افضل نہیں۔

نسائی سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک حدیث لی گئی ہے۔ آپ عرض کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کونسی عورت بطور رفیقۂ حیات بہتر ہے؟ آپؐ نے فرمایا وہ جس کی طرف دیکھنے سے طبیعت خوش ہو، مرد جس کام کے کرنے کے لئے کہے اُسے بجالائے اور جس بات کو اس کا خاوند ناپسند کرے اُس سے بچے۔ (سنن نسائی كتاب النكاح)

پھر مسلم کتاب النکاح سے یہ حدیث ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مومن کو اپنی مومنہ بیوی سے نفرت اور بغض نہیں رکھنا چاہئے۔ اگر اسے اس کی ایک بات ناپسند ہے تو دوسری بات پسندیدہ بھی ہوتی ہے۔ (مسلم كتاب النكاح باب الوصية بالنساء)۔ یہ ناممکن ہے کہ کوئی شخص صرف برائیوں کا مرقع ہو۔ اچھی چیز پر نظر ڈالنے کی عادت ڈالنی چاہئے اور جو نسبتاً تکلیف دینے والی چیزیں ہیں ان کو جہاں تک ہو سکے نظر انداز کرنا چاہئے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق یہ روایت ہے کہ ایک دفعہ گزر رہے تھے تو ایک گدھا مرا ہوا تھا جس کا پیٹ پھولا ہوا تھا۔ لوگوں نے، جو ساتھی تھے اس کے متعلق باتیں کرنی شروع کر دیں کہ یہ خرابی ہے، یہ خرابی ہے، یہ خرابی ہے تو اس کے غالباً دانت تھے، جہاں تک مجھے یاد ہے، بہت خوبصورت چمک رہے تھے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ دانتوں کی طرف بھی تو دیکھو کہ کیسے چمک رہے ہیں۔ پس یہ وہ چیز ہے جو مردوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اپنے گھر کے معاملے میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ بیویوں میں کوئی نقص ہوں یا نہ ہوں، ان کو نظر آرہے ہوں، فرضی ہوں یا حقیقی ہوں مگر ان میں خوبیاں بھی تو ہوتی ہیں۔ اس لئے خوبیوں پر نگاہ رکھتے ہوئے جو کمزوریاں ہیں ان سے درگزر کرنا چاہئے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث بخاری میں درج ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ عورتوں کی بھلائی اور خیر خواہی کا خیال رکھو کیونکہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور پسلی کا سب سے زیادہ کج حصہ اس کا سب سے اعلیٰ حصہ ہوتا ہے۔ اگر تم اسے سیدھا کرنے کی کوشش کرو گے تو اسے توڑ ڈالو گے اور اگر تم اسے اس کے حال پر ہی رہنے دو گے تو وہ ٹیڑھا ہی رہے گا۔ پس عورتوں سے نرمی کا سلوک کرو۔ اسی روایت کو بعض اور الفاظ میں یوں بھی بیان کیا گیا ہے کہ ایک اور روایت ہے عورت پسلی کی طرح ہے اگر تم اس کو سیدھا کرنے کی کوشش کرو گے تو اسے توڑ دو گے لیکن اس کے ٹیڑھے پن کے باوجود اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرو گے تو فائدہ اٹھالو گے۔ (صحیح بخاری كتاب الانبياء)

اس ضمن میں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ قرآن کریم کے بیان کے مطابق عورت آدم کی پسلی سے پیدا نہیں کی گئی بلکہ آدم کی پیدائش کے ساتھ ہی پہلے بھی موجود تھی۔ تو یہ محاورے ہوتے ہیں جن کے معنے سمجھنے چاہئیں۔ پسلیوں میں ایک کجی بھی ہے لیکن اس کی کجی کی وجہ سے چھاتی کے اندر جو کمزوریاں ہوں یا جو بہترین جگہ جس کی حفاظت کرنی چاہئے وہ ہوں ان کو پسلی ڈھانپتی ہے۔

عورت بھی اسی طرح اپنے مرد کے لئے بہت سی چیزوں کے ڈھانپنے کا موجب بن جایا کرتی ہے اور حفاظت کرتی ہے اس کی۔ پس یہ مضمون ہے جس کو پیش نظر رکھنا چاہئے کہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے سے مراد کیا ہے۔ اس پسلی کو اگر سیدھا کرنے کی کوشش کرو گے تو وہ ٹوٹ جائے گی۔ مگر اگر اس کی کجی میں ہی اس کے حسن ادا پر غور کرو گے تو پتہ چلے گا کہ عورت میں جو ہلکی سی کجی سی پائی جاتی ہے وہی اس کی حسن ادا ہے۔ اور اس کی وجہ سے وہ اور زیادہ پیاری ہو جاتی ہے۔ تو عورتوں کے نخرے کرنے کی بعض دفعہ ہلکی سی عادت ہوتی ہے ان کو برداشت کرنا چاہئے کیونکہ ان نخروں میں ہی ان کا حسن ہے، جب حسن آتا ہے تو نخرے آ ہی جاتے ہیں ساتھ۔ تو اس لئے یہ مضامین ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ہمیں سمجھائے ہیں کہ عورت کو اس طرح سیدھا کرنے کی کوشش نہ کرو کہ وہ ٹوٹ کے رہ جائے۔ اس کے ٹیڑھے پن میں ایک حسن ہے اس سے لطف اندوز ہو اور اس کا ہر طرح سے خیال رکھا کرو۔

حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں اور یہ ابوداؤد سے حدیث لی گئی ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول ہم میں سے کسی کی بیوی کا حق اس کے خاوند پر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جب تو کھاتا ہے تو اس کو بھی کھلا اور جب تو پہنتا ہے یا فرمایا جب تو کمائے تو اس کو بھی پہنا اور چہرے پر نہ مار اور نہ اس کو برا بھلا کہہ اور اس سے علیحدگی اختیار نہ کر مگر گھر کے اندر ہی۔(سنن ابو داؤد کتاب النکاح باب فی حق المرأۃ علی زوجھا)

اس میں بھی حسن معاشرت کے بہترین اصول بیان فرمادئے گئے ہیں۔ بعض مردوں کی عادت ہوتی ہے کہ جو کماتے ہیں وہ باہر ہی کھاتے پیتے اڑا دیتے ہیں اور بیوی کو تنگ کرتے ہیں تو یہ ناجائز حرکت ہے۔ جو کماؤ اس کے مطابق ہی بیوی کو دیا کرو اور باہر پھر کر کھانا کھانے کی عادت اچھی بات نہیں ہے سوائے اس کے کہ اگر ہو سکتا ہو تو بیوی کو بھی ساتھ لے کے جاؤ۔ یہ جو حرکت کرتے ہیں لوگ کہ خود باہر دوسروں کے ساتھ عیش کرتے پھرتے ہیں اور گھر میں بیوی اور بچوں کے لئے صرف دال روٹی کا سامان مہیا کر دیتے ہیں یہ جائز حرکت نہیں ہے۔ ایسا ہی ایک کنجوس کے متعلق آتا ہے کہ وہ اس طرح ہی کیا کرتا تھا، بیوی کو تنگ کرتا تھا اور کبھی ساتھ لے کر باہر نہیں جاتا تھا۔ بیوی نے ایک دن کہا کہ آپ آج بڑے تیار ہو رہے ہیں کیا بات ہے۔ اس نے کہا میں آج باہر کھانا کھا رہا ہوں۔ تو اس نے کہا میں بھی تو ہوں۔ اس نے کہا آپ بھی ساتھ جائیں گی، فکر نہ کریں ہم باہر کھانا کھائیں گے۔ باہر گئے تو صحن میں کہا کرسیاں لگا دو یہیں کھانا کھائیں گے۔ تو باہر سے مراد وہ صحن تھا۔ تو ایسے ایسے لوگ، تمسخر ہیں عورتوں سے۔ ان کا خیال رکھنا چاہئے۔ جہاں تک ممکن ہو ساتھ لے جانا چاہئے اور میرا اپنا بھی ہمیشہ یہی طریق رہا ہے کہ جب بھی کبھی توفیق ملے باہر جا کے کھانا وانا کھانے کی تو بیوی بچوں کو ضرور ساتھ لے کے جاتا ہوں۔ یہی اسوہ ہے جس کی طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ہمیں توجہ دلائی ہے۔

پھر یہ جو فرمایا بعض دفعہ غصے سے ایک انسان تھوڑا سا مار بھی دیتا ہے اور اس کی کئی وجوہات ہوتی ہیں بعض لوگ بدمزاجی کی وجہ سے بھی مار دیتے ہیں مگر بعض تنگ آ جاتے ہیں بعض حرکتوں کی وجہ سے۔ یہ الگ مضمون ہے جس کی تفصیل میں بعض دوسرے خطبات میں بیان کر چکا ہوں مگر ایسی صورت میں یہ بہت باریک حکم ہے۔ چہرے پر نہ مار اور برا بھلا نہ کہہ اور اس سے علیحدگی اختیار کر مگر گھر کے اندر۔ مراد یہ ہے کہ جب یہ باہر نکلیں تو بظاہر تو یہ منافقت ہے لیکن یہ بڑا ضروری ہے کہ لوگوں کو نہ پتہ چلے کہ خاوند بیوی سے ناراض ہے اور بیوی کی عزت رہ جائے۔ تو یہ منافقت نہیں ہے۔ بلکہ بیوی کی دلداری کی خاطر یہ حکم دیا گیا ہے کہ باہر ساتھ لے کر جاؤ اور پھر اس سے بات نہ کرو، بولو نہیں، تو ساری دنیا میں مشہور ہو جائے گا کہ پتہ نہیں کیوں یہ اپنی بیوی سے ناراض ہے۔ اس لئے اس نصیحت پر بھی بڑی باقاعدگی سے کاربند ہونی چاہئے۔

ایک حدیث ابوداؤد سے لی گئی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ رحم کرے اس شخص پر جو رات کو اُٹھے، نماز پڑھے اور اپنی بیوی کو اٹھائے۔ اگر وہ اٹھنے میں پس و پیش کرے تو اس کے منہ پر پانی چھڑکے تا کہ وہ اُٹھ کھڑی ہو۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ رحم کرے اس عورت پر جو رات کو اٹھی، نماز پڑھی اور اپنے میاں کو جگایا'۔ بعضوں کی بیویاں زیادہ نمازی ہوتی ہیں بعضوں کے خاوند زیادہ نمازی ہوتے ہیں تو دونوں کے لئے یہ نصیحت کر دی گئی ہے کہ اگر اٹھانا ہے نیک کام کے لئے تو سختی نہیں کرنی پانی کا چھینٹا دو چہرہ پر، اس سے آنکھ کھل جاتی ہے۔ یہ طریق اختیار کرو۔ فرمایا 'اللہ تعالیٰ رحم کرے اس عورت پر جو رات کو اٹھی، نماز پڑھی اور اپنے میاں کو جگایا اور اگر اس نے اٹھنے میں پس و پیش کیا تو اس کے چہرے پر پانی چھڑکا تا کہ وہ اُٹھ کھڑا ہو'۔ بچپن میں میری نیند بھی بہت سخت ہوا کرتی تھی۔ ہمارے مؤذن جو زندہ ہیں، آج کل جرمنی میں ہوتے ہیں عطا محمد صاحب، ان کو حکم یہ تھا کہ مجھے گود میں اٹھا کے مسجد کی ٹوٹی کے نیچے ڈال دیں اور وہ باقاعدہ اوپر ٹوٹی کھول دیا کرتے تھے۔ تو بہر حال یہ مختلف نیند کی حالت ہوتی ہے مگر بڑی عمر میں پھر چھینٹے ہی کافی ہوتے ہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوہ عسفان سے واپسی کے وقت ہم آنحضرت ﷺ کے ہمراہ تھے۔ حضورؐ کے پیچھے اونٹنی پر حضرت صفیہؓ بیٹھی ہوئی تھیں۔ اونٹنی کے ٹھوکر کھانے کی وجہ سے دونوں گر پڑے۔ ابو طلحہؓ حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو سہارا دینے کے لئے لپکے۔ حضورؐ نے فرمایا عورت کا خیال کرو۔ ابو طلحہؓ یہ سن کر منہ پر کپڑا ڈال کر حضرت صفیہ کے پاس آئے اور ان پر کپڑا ڈال دیا۔ پھر ان دونوں کے لئے سواری کو درست کیا۔ حضورؐ اور حضرت صفیہؓ اس پر سوار ہو گئے۔(صحیح بخاری کتاب الجہاد و السیر)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ ایک سفر میں جا رہے تھے اور ایک سیاہ رنگ کا غلام جس کا نام اَنجَشہ تھا حُدی خوانی کر رہا تھا جس کی وجہ سے اونٹ تیز چلنے لگتے تھے۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا اے اَنجَشہ! ذرا ٹھہر کر اور آہستہ حُدی خوانی کرو تا کہ اونٹ تیز نہ چلیں کیونکہ اونٹوں پر شیشے اور آبگینے ہیں۔(مسلم کتاب الفضائل باب فی رحمۃ النبیؐ للنساء)

تو یہ محاورہ جو آج کل بہت رائج ہے "Glass with Care,Glass with Care" یہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا محاورہ تھا اور آپؐ نے عورتوں کی نزاکت کے تعلق میں بیان فرمایا تھا کہ عورتیں آبگینے کی طرح ہوتی ہیں ان کے دلوں کا بھی خیال کرو کہ وہ آبگینے ٹوٹیں نہ اور ان کے بدنوں کا خیال کرو اور ان سے رحم اور شفقت کا سلوک کیا کرو۔

ابوداؤد کتاب النکاح میں یہ حدیث درج ہے۔ حضرت مَعقِل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم ایسی عورتوں سے شادی کرو جو محبت کرنا جانتی ہوں اور جن سے زیادہ اولاد پیدا ہو تا کہ مَیں کثرتِ افراد کی وجہ سے سابقہ امتوں پر فخر کر سکوں۔(سنن ابوداؤد کتاب النکاح باب تزویج الابکار)

اب جو دنیا کی شہنشاہ قومیں ہیں ان کا اپنے لئے تو یہ اصول ہے کہ بکثرت بچے پیدا کرنے لگ گئے ہیں اور غریب ملکوں کو کہتے ہیں کہ تم غریب ہو جاؤ گے بچے پیدا نہ کرو۔ مگر مسلمانوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نصیحت پر عمل کرنا چاہئے۔ غریب ملکوں کی غربت کا علاج زیادہ بچے ہیں کیونکہ وہ بچے ماں باپ کا سہارا بنتے ہیں اور محنت میں ساتھ شامل ہوتے ہیں۔ اس لئے ان جدید نظریات کو قطع نظر کر کے جو منافقانہ ہیں آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تعلیم پر عمل کرنا چاہئے۔ کثرت سے بچے پیدا ہوں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی امت بڑھے۔

ایک دفعہ اسماءؓ بنت یزید انصاری آنحضرتؐ کی خدمت میں عورتوں کی نمائندہ بن کر آئیں اور عرض کیا حضورؐ! میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں۔ مَیں عورتوں کی طرف سے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو عورتوں اور مَردوں سب کی طرف مبعوث فرمایا ہے۔ ہم عورتیں گھروں میں بند ہو کر رہ گئی ہیں اور مردوں کو یہ فضیلت اور موقعہ حاصل ہے کہ وہ نماز باجماعت، جمعہ اور دوسرے مواقع اجتماع میں شامل ہوتے ہیں، نماز جنازہ پڑھتے ہیں، حج کے بعد حج کرتے ہیں اور سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اور جب آپ میں سے کوئی حج، عمرہ یا جہاد کی غرض سے جاتا ہے تو ہم عورتیں آپ کی اولاد اور آپ کے اموال کی حفاظت کرتی ہیں اور سُوت کات کر آپ کے کپڑے بُنتی ہیں، آپ کے بچوں کی دیکھ بھال اور اُن کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری بھی سنبھالے ہوئے ہیں۔ کیا مردوں کے ساتھ ہم ثواب میں برابر کی شریک ہو سکتی ہیں؟ جبکہ مرد اپنا فرض ادا کرتے ہیں اور ہم اپنی ذمہ داری نبھاتی ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسماء کی یہ باتیں سُن کر صحابہ رضوان اللہ علیہم کی طرف مڑ کر دیکھا اور انہیں مخاطب کر کے فرمایا کہ اس عورت سے زیادہ عمدگی کے ساتھ کوئی عورت اپنے مسئلہ اور کیس کو پیش کر سکتی ہے؟ یعنی حضرت اسماءؓ نے جس طرح وکالت کی ہے عورتوں کی آنحضور ﷺ نے اس کو بہت پسندیدگی کی نظر سے دیکھا۔ صحابہؓ نے عرض کیا حضورؐ! ہمیں تو گمان بھی نہیں تھا کہ کوئی عورت اتنی عمدگی کے ساتھ اور اتنے اچھے پیرایہ میں اپنا مقدمہ پیش کر سکتی ہے۔ پھر آپؐ اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے خاتونِ (محترم) اچھی طرح سمجھ لو اور جن کی تم نمائندہ بن کر آئی ہو اُن کو جا کر بتا دو کہ خاوند کے گھر کی عمدگی کے ساتھ دیکھ بھال کرنے والی اور اُسے اچھی طرح سنبھالنے والی عورت کو وہی ثوب اور اجر ملے گا جو اُس کے خاوند کو اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے پر ملتا ہے۔(اُسدالغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ صفحہ ۳۹۹۔ الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب صفحہ ۷۲۶)

اس سلسلے میں جو ذکر ہے کہ نماز پڑ جاتے ہو، جمعہ پہ، ہم نہیں جاتے تو یہ حصہ ایک الگ معاملہ ہے۔ جہاں تک ثواب کا تعلق ہے اگر مرد کے گھر کی دیکھ بھال کی وجہ سے عورت باہر نہ جا سکے تو اس کو اتنی ہی جزا ملے گی جتنی مرد کو دنیا میں نیک کاموں پر اور جہاد وغیرہ میں ملتی ہے۔ مگر یہ مراد

نہیں ہے کہ عورتوں کے لئے مسجدیں حرام ہیں اور ان کو مسجد سے روکا گیا ہے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانے میں عورتوں کو اجازت تھی کہ پچھلے حصہ میں صف بناتی تھیں اور باقاعدہ نمازوں میں شریک ہو جایا کرتی تھیں۔ صبح کی نماز میں خاص طور پر اور عشاء کی نماز میں بڑی کثرت سے اس کی گواہی ملتی ہے۔ پس عورتوں کو نمازوں میں شرکت سے نہیں روکنا چاہئے کہ تمہیں ثواب مل جائے گا، تم بیٹھی رہو۔ جہاں تک توفیق ہو عورتوں کو بھی جمعہ پڑھنے میں لے جایا کریں، بچوں کو بھی اور روزمرہ کی نمازوں میں جب وہ شریک ہو سکتی ہیں صبح اور خاص طور پر عشاء کی نماز میں اس میں ان کو ضرور شریک ہونے کی اجازت ہونی چاہئے بلکہ حوصلہ افزائی ہونی چاہئے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتی ہیں کہ ایک عورت نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا اور یہ بھی بخاری کی حدیث ہے۔ اے اللہ کے رسول میری ایک سوتن ہے، اگر میں جھوٹے طور پر اس کے سامنے یہ ظاہر کروں کہ خاوند مجھے یہ چیزیں دیتا ہے حالانکہ اس نے مجھے نہ دی ہوں تو کیا مجھ پر کوئی گناہ ہے۔ ایک سوتن کو چڑانے کی جو عادت ہے یہ ظاہر کر رہی ہے اصل میں کہ اس بے چاری کو پہلے تو سوتن آئی ہوئی ہے پھر اوپر سے یہ چڑا رہی ہے کہ مجھے تو یہ چیزیں دیتا ہے پھر وہ خاوند سے لڑے گی کہ تم اس کو تو یہ دیتے ہو اور مجھے یہ چیزیں نہیں دیتے تو یہ نہایت ہی ناپسندیدہ بات ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہ ملنے والی چیزوں کا جھوٹے طور پر اظہار کرنے والا ایسا ہی ہے گویا اس نے جھوٹے کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ (بخاری کتاب النکاح)۔ اور یہ بہت ہی پیاری مثال ہے جو حضرت اقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے دی ہے۔ جھوٹے کپڑے سے مراد یہ ہے کہ جو تن بدن کو ننگا کر دیتے ہیں۔ ایک بادشاہ کے متعلق روایت ہے کہ اس کو دھوکہ دیا گیا تھا کہ جس چیز سے اس کے کپڑے کاٹے جا رہے ہیں وہ چیز جو ہے وہ بہت خوبصورت ہے لیکن جو پہنتا ہے وہ یہ سمجھتا ہے کہ میں ننگا ہوں حالانکہ ننگا نہیں ہوتا اور اس بے چارے کا جلوس نکلا شہر میں اور بہت شور پڑا۔ آخر ایک بچے کے منہ سے سچی بات نکل گئی۔ اس نے شور مچا دیا بادشاہ ننگا، بادشاہ ننگا۔ تو یہ جو حدیث ہے اسی بات کی یاد کرا رہی ہے کہ جھوٹے کپڑے پہنے ہوئے ہیں اندر سے تم ننگی ہو رہی ہو، تمہارا گند ظاہر ہو رہا ہے، تمہارا جھوٹ ظاہر ہو رہا ہے اس لئے اس سے استغفار اور توبہ کرو۔

اب ان حدیثوں کے بعد میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض اقتباسات آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ یاد رکھیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات ہمیشہ قرآن اور احادیث پر ہی مبنی ہوتے ہیں، کوئی نئی بات نہیں ہوتی مگر آپ کا بھی ایک انداز بیان ہے اس کو اگر آپ کے الفاظ میں بیان کیا جائے تو دلوں پر بہت گہرا اثر پڑتا ہے۔

آپؑ فرماتے ہیں ”عورتوں کے حقوق کی جیسی حفاظت اسلام نے کی ہے ویسی کسی دوسرے مذہب نے قطعاً نہیں کی۔ مختصر الفاظ میں فرما دیا ہے وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ کہ جیسے مردوں کے عورتوں پر حقوق ہیں ویسے ہی عورتوں کے مردوں پر ہیں۔ بعض لوگوں کا حال سنا جاتا ہے کہ ان بیچاریوں کو پاؤں کی جوتی کی طرح جانتے ہیں اور ذلیل ترین خدمات ان سے لیتے ہیں۔ گالیاں دیتے ہیں، حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور پردہ کا حکم ایسے ناجائز طریق سے برتتے ہیں کہ ان کو زندہ درگور کر دیتے ہیں۔ چاہئے کہ بیویوں سے خاوند کا ایسا تعلق ہو جیسے دو سچے اور حقیقی دوستوں کا ہوتا ہے۔ انسان کے اخلاق فاضلہ اور خدا تعالیٰ سے تعلق کی پہلی گواہ تو یہی عورتیں ہوتی ہیں۔ اگر انہی سے اس کے تعلقات اچھے نہیں ہیں تو پھر کس طرح ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ سے صلح ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ تم میں سے اچھا وہ ہے جو اپنے اہل کے لئے اچھا ہے“۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۴۱۷، ۴۱۸)

یہ جو پاؤں کی جوتی والا معاملہ ہے، یہ خاص طور پر ہمارے گندے معاشرے میں، پنجاب میں تو کئی طرح پایا جاتا ہے۔ اس کا ذکر بھی غالباً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آگے چل کر کریں گے۔

فرماتے ہیں ”یہ مت سمجھو کہ پھر عورتیں ایسی چیز ہیں کہ ان کو بہت ذلیل اور حقیر قرار دیا جاوے۔ نہیں، نہیں۔ ہمارے ہادیٔ کامل رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ تم میں سے بہترین وہ شخص ہے جس کا اپنے اہل کے ساتھ عمدہ سلوک ہو۔ بیوی کے ساتھ جس کا عمدہ چال چلن اور معاشرت اچھی نہیں وہ نیک کہاں!۔ دوسروں کے ساتھ نیکی اور بھلائی تب کر سکتا ہے جب وہ اپنی بیوی کے ساتھ عمدہ سلوک کرتا ہو اور عمدہ معاشرت رکھتا ہو۔ نہ یہ کہ ہر ادنیٰ بات پر زدوکوب کرے“۔ (ملفوظات جلد دوم صفحہ ۱۴۷)

پھر فرماتے ہیں ”عورتیں یہ نہ سمجھیں کہ ان پر کسی قسم کا ظلم کیا گیا ہے۔ کیونکہ مردوں پر اس کے بہت سے حقوق رکھے گئے ہیں۔ بلکہ عورتوں کو گویا بالکل کرسی پر بٹھا دیا گیا ہے اور مرد کو کہا گیا ہے کہ ان کی خبرگیری کرو۔ اس کا تمام کھانا، کپڑا اور تمام ضروریات مرد کے ذمہ ہیں“۔ دنیا میں جو کئی بددیانتیاں پھیلی ہوئی ہیں اس کے متعلق بھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ بات بیان فرما رہے ہیں کہ رشوت خوری اور بہت سی چیزیں اور کھوٹ ملانا وغیرہ یہ ساری چیزیں گھر کی خاطر انسان کرتا ہے۔ بعض لوگ اپنی ذات کی خاطر بھی کرتے ہیں مگر ایک بڑا حصہ ان کا ایسا ہے جو گھر میں اپنے اہل وعیال کی خاطر یہ سارے کام کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بددیانتی کو بددیانتی ہی کہتے ہیں۔ یہ نہیں کہ اس وجہ سے وہ معاف ہو جائے گا کہ اس نے گھر کی خاطر بددیانتی کی ہے۔ مگر اس کے باوجود یہ بات تو عورتوں کو یاد رکھنی چاہئے کہ ان کی خاطر کیا جاتا ہے جو کچھ ہے اور ان کو جواب میں اسی قسم کے حقوق ادا کرنے چاہئیں۔

فرماتے ہیں ”دیکھو موچی ایک جوتی میں بددیانتی سے کچھ کا کچھ بھر دیتا ہے صرف اس لئے کہ اس سے کچھ بچ رہے تو جورو بچوں کا پیٹ پالوں۔ سپاہی لڑائی میں سر کٹاتے ہیں صرف اس لئے کہ کسی طرح جورو بچوں کا گزارا ہو۔ بڑے بڑے عہدیدار رشوت کے الزام میں پکڑے ہوئے دیکھے جاتے ہیں۔ وہ کیا ہوتا ہے؟ عورتوں کے لئے ہوتا ہے۔ عورت کہتی ہے کہ مجھ کو زیور چاہئے، کپڑا چاہئے۔ مجبوراً بیچارے کو کرنا پڑتا ہے لیکن خدا تعالیٰ نے ایسی طرزوں سے رزق کمانا منع فرمایا ہے۔ یہاں تک عورتوں کے حقوق ہیں کہ جب مرد کو کہا گیا ہے کہ ان کو طلاق دو تو مہر کے علاوہ ان کو کچھ اور بھی دو۔ کیونکہ اس وقت تمہاری ہمیشہ کے لئے اس سے جدائی لازم ہوتی ہے۔ پس لازم ہے کہ ان کے ساتھ نیک سلوک کرو“۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۲۰۵ جدید ایڈیشن) نہ یہ کہ بہانے بنا کر ان کے زیورات سنبھال لو، ان کی چیزیں اپنے پاس رکھی ہوئی ہوں اور ان پر قبضہ کرو۔ ایسی شکایتیں بہت کثرت سے آتی ہیں اور ہماری قضا میں ایسے معاملات بہت چلتے رہتے ہیں۔ یہ بہت ناجائز حرکت ہے جسے اللہ پسند نہیں فرماتا۔ آنحضرت ﷺ تو فرما رہے ہیں طلاق دو تو جو مہر مقرر ہے اس کے علاوہ بھی دو کیونکہ اب ہمیشہ کی جدائی ہے۔ اس خیال سے کہ تم نے بہت تسکین اٹھائی ہے کسی پہلو سے، کم سے کم بعض پہلوؤں سے تم نے ضرور تسکین اٹھائی ہے تو اب جدا ہونے والی ہے تو اس کو خوش کر کے گھر سے رخصت کرو۔

پھر فرماتے ہیں ”اسی طرح عورتوں اور بچوں کے ساتھ تعلقات اور معاشرت میں لوگوں نے غلطیاں کھائی ہیں اور جادۂ مستقیم سے بہک گئے ہیں۔ قرآن شریف میں لکھا ہے کہ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مگر اس کے خلاف عمل ہو رہا ہے۔ دو قسم کے لوگ اس کے متعلق بھی پائے جاتے ہیں۔ ایک گروہ تو ایسا ہے کہ انہوں نے عورتوں کو بالکل خلیع الرسن کر دیا ہے، دین کا کوئی اثر ہی ان پر نہیں ہوتا اور وہ کھلے طور پر اسلام کے خلاف کرتی ہیں“۔ یہ عام طور پر فیشن ایبل لوگوں میں اور افسروں میں یہ بات پائی جاتی ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ ان کی بیوی سج دھج کر باہر نکلے، غیروں سے ملے تو ان کی بھی اس میں عزت افزائی ہے۔ یہ بالکل ناجائز حرکت ہے اور اس سے بے حیائی پھیلتی ہے۔ اس لئے ان کی رسی ڈھیلی نہیں چھوڑنی چاہئے۔ ان معنوں میں کہ ان کو خلیع الرسن کر دیا جائے۔

”اور وہ کھلے طور پر اسلام کے خلاف کرتی ہیں اور کوئی ان سے نہیں پوچھتا۔ بعض ایسے ہیں کہ انہوں نے خلیع الرسن تو نہیں کیا مگر اس کے بالمقابل ایسی سختی اور پابندی کی ہے کہ ان میں اور حیوانوں میں کوئی فرق نہیں کیا جا سکتا اور کنیزکوں اور بہائم سے بھی بدتر ان سے سلوک ہوتا ہے۔ وہ مارتے ہیں تو ایسے بے درد ہو کر کہ کچھ پتہ ہی نہیں کہ آگے کوئی جاندار ہستی ہے یا نہیں۔ غرض بہت ہی بری طرح سلوک کرتے ہیں یہاں تک کہ پنجاب میں مثل مشہور ہے کہ عورت کو پاؤں کی جوتی کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں کہ ایک اتار دی، دوسری پہن لی۔ یہ بڑی ہی خطرناک بات ہے اور اسلام کے شعائر کے خلاف ہے۔ رسول اللہ ﷺ ساری باتوں میں کامل نمونہ ہیں۔ آپ کی زندگی دیکھو کہ آپ عورتوں سے کیسی معاشرت کرتے تھے۔ میرے نزدیک وہ شخص بزدل اور نامرد ہے جو عورت کے مقابلے میں کھڑا ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کی پاک زندگی کا مطالعہ کرو تو تمہیں معلوم ہو کہ آپ ایسے خلیق تھے۔ باوجودیکہ آپ بڑے بارعب تھے لیکن اگر کوئی ضعیفہ عورت بھی آپ کو کھڑا کرتی آپ اس وقت تک کھڑے رہتے جب تک وہ اجازت نہ دے“۔

یہ آنحضرت ﷺ کا معاشرہ تھا جو آپؐ نے قرآن کو سمجھ کر جو آپؐ پر نازل ہوا اس کے مطابق یہ رنگ اختیار کئے۔ اور جہاں تک جوتی کا تعلق ہے یاد رکھنا چاہئے کہ یہ معاشرہ ہمارے خاص پنجاب میں پایا جاتا ہے کہ وہ کہتے ہیں عورت کو جوتی سمجھو اور کیا فرق پڑتا ہے ایک جوتی اتاری دوسری پہن لی، نئی خرید لی۔ تو یہ نہایت ہی بیہودہ طرز ہے بلکہ علم تعبیر میں بھی یہ بات داخل ہو گئی ہے کہ جب دیکھے جوتی کا نقصان ہوا ہے تو مراد بیوی کو نقصان ہے تو یہ غلط رسموں نے غلط تعبیروں کی طرف بھی مائل کر دیا۔ کئی مطالب ہو سکتے ہیں جوتی کے نقصان کے اور اگر ممکن ہو کبھی ایسی بات ہو تو یہ تعبیر درست نکلے تو ایسا بھی ہو جاتا ہے بعض دفعہ کہ جوتی دیکھو تو بیوی مراد ہوتی ہے مگر غلط رسموں کے نتیجے میں یہ تعبیر بنی ہے اور اس کو نظر انداز کرنا چاہئے۔

بیوی بہت معزز ہے اس کے پاؤں کے نیچے تو جنت رکھی گئی ہے تو اس کو کیسے آپ جوتی سے

تشبیہ دے سکتے ہیں۔ وہ تو ایسی جوتی ہے جس کے نیچے جنت رکھ دی گئی ہے۔ پس اس کے لئے خیال کیا کریں اور آنحضرت ﷺ کے اسوہ کو اپنائیں۔ آپ گھر میں کیسا پیارا سلوک فرمایا کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "بعض اوقات حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ دوڑے بھی ہیں"۔ اب کوئی سوچ سکتا ہے آج کل کے زمانے میں کہ اس طرح بیویوں کے ساتھ دوڑ لگائے۔ مگر آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بہت سادہ اور بے تکلف تھے۔ عورتوں کے حقوق قائم کرنے میں آپ نے کبھی دنیا کی شرم نہیں کی۔ "ایک مرتبہ آپ آگے نکل گئے اور دوسری مرتبہ خود نرم ہو گئے "تاکہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آگے نکل جائیں اور وہ آگے نکل گئیں۔ اب یہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو بات کی ہے کہ خود نرم ہو گئے۔ آپ جانتے تھے۔ ناممکن تھا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ سے حضرت عائشہؓ آگے نکل جاتیں مگر بیوی سے حسن سلوک کی خاطر آپ پہلے چونکہ آگے نکلے تھے دل پہ نرمی اختیار کرتے ہوئے تاکہ اس کی دلشکنی نہ ہو آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آگے نکلنے دیا۔

پھر فرماتے ہیں "ایک بار کچھ حبشی آئے جو تماشا کرتے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان کا تماشا دکھایا"۔ اور تفصیلی روایت میں یہ آتا ہے کہ وہ حبشی مسجد میں کھیل دکھا رہے تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آنحضرت ﷺ کے پیچھے آپ کے کندھے سے باہر سر رکھ کر ان کا تماشا دیکھ رہی تھیں۔ "پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب آئے تو وہ حبشی ان کو دیکھ کر بھاگ گئے"۔ (ملفوظات جلد دوم جدید ایڈیشن صفحہ ۳۸۷، ۳۸۸)۔ پتہ تھا کہ یہ سخت مزاج ہیں تو وہ دوڑ پڑے وہاں سے۔ مگر آنحضرت ﷺ کی طبیعت بہت نرم تھی اور آپ یہ شفقت کیا کرتے تھے اور مسجد نبوی میں یہ تماشا بھی دکھایا جا رہا تھا۔ تو جب ضرورت پڑے مسجد میں دوسرے کاموں کی، وہ بھی کر لئے جایا کرتے ہیں وہ غیر شرعی نہیں ہوں تو کوئی حرج نہیں۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "فحشاء کے سوا باقی تمام کج خلقیاں اور تلخیاں عورتوں کی برداشت کرنی چاہئیں۔ ہمیں تو کمال بے شرمی معلوم ہوتی ہے کہ مرد ہو کر عورت سے جنگ کریں۔ ہم کو خدا نے مرد بنایا ہے درحقیقت ہم پر اتمام نعمت ہے۔ اس کا شکریہ یہ ہے کہ ہم عورتوں سے لطف اور نرمی کا برتاؤ کریں"۔ (ملفوظات جلد دوم صفحہ ۱)

پھر اپنا ایک ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں "میرا یہ حال ہے کہ ایک دفعہ میں نے اپنی بیوی پر آوازہ کسا تھا اور میں محسوس کرتا تھا کہ وہ بانگ بلند دل کے رنج سے ملی ہوئی ہے اور بایں ہمہ کوئی دلآزار اور درشت کلمہ منہ سے نہیں نکالا تھا۔ اس کے بعد میں بہت دیر تک استغفار کرتا رہا اور بڑے خشوع اور خضوع سے نفلیں پڑھیں اور کچھ صدقہ بھی دیا کہ یہ درشتی زوجہ پر کسی پنہانی معصیت الٰہی کا نتیجہ ہے"۔ (ملفوظات جلد دوم صفحہ ۲)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک دفعہ مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق الہام ہوا جس سے پتہ چلا کہ وہ اپنی بیوی سے بعض معاملات میں سختی کرتے تھے تو الہام یہ تھا "یہ طریق اچھا نہیں اس سے روک دیا جائے مسلمانوں کے لیڈر عبدالکریم کو.........۔ اس الہام میں تمام جماعت کے لئے تعلیم ہے کہ اپنی بیویوں سے رفق اور نرمی کے ساتھ پیش آویں کہ وہ ان کی کنیزکیں نہیں ہیں۔ درحقیقت نکاح مرد اور عورت کا باہم ایک معاہدہ ہے۔ پس کوشش کرو کہ اپنے معاہدہ میں دغاباز نہ ٹھہرو۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ یعنی اپنی بیویوں کے ساتھ نیک سلوک کے ساتھ زندگی بسر کرو اور حدیث میں ہے کہ خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ یعنی تم میں سے اچھا وہی ہے جو اپنی بیوی سے اچھا ہے۔ سو روحانی اور جسمانی طور پر اپنی بیویوں سے نیکی کرو ان کے لئے دعا کرتے رہو اور طلاق سے پرہیز کرو کیونکہ نہایت بد، خدا کے نزدیک وہ شخص ہے جو طلاق دینے میں جلدی کرتا ہے۔ جس کو خدا نے جوڑا ہے اس کو ایک گندے برتن کی طرح جلد مت توڑو"۔ (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۳۷ حاشیہ)

پھر فرماتے ہیں "اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ دُعا سکھلائی ہے کہ اَصْلِحْ لِيْ فِي ذُرِّيَّتِيْ میرے بیوی بچوں کی بھی اصلاح فرما۔ سو اپنی حالت کی پاک تبدیلی اور دعاؤں کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد اور بیوی کے واسطے بھی دعا کرتے رہنا چاہئے کیونکہ اکثر فتنے اولاد کی وجہ سے انسان پر پڑ جاتے ہیں اور اکثر بیوی کی وجہ سے۔ (ملفوظات جلد۵ صفحہ ۴۵۶)۔ یہاں اکثر کثیر کے معنوں میں استعمال ہوا ہے یعنی بہت سے فتنے اولاد کی وجہ سے اور بہت سے فتنے بیوی کی وجہ سے پڑ جاتے ہیں۔

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سلوک اپنے گھر میں کیا تھا اور کتنا نرمی اور رافت کا سلوک تھا اس کے متعلق حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ "میں پہلے پہل جب دلی سے آئی تو مجھے معلوم ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام گڑ کے میٹھے چاول پسند فرماتے ہیں چنانچہ میں نے بہت شوق اور اہتمام سے میٹھے چاول پکانے کا انتظام کیا۔ تھوڑے سے چاول منگوائے اور اس میں چار گنا گڑ ڈال دیا۔ وہ بالکل راب سے بن گئی۔ جب پتیلی چولہے سے اتاری اور چاول برتن میں نکالے تو دیکھ کر سخت رنج اور صدمہ ہوا کہ یہ تو خراب ہو گئے۔ ادھر کھانے کا وقت ہو گیا تھا۔ حیران تھی کہ اب کیا کروں اتنے میں حضرت صاحب آگئے۔ میرے چہرے کو دیکھا جو رنج اور صدمہ سے رونے والوں کا سا بنا ہوا تھا۔ آپ دیکھ کر ہنسے اور فرمایا کیا چاول اچھے نہ پکنے کا افسوس ہے؟ پھر فرمایا نہیں یہ تو بہت اچھے ہیں، میرے مذاق کے مطابق پکے ہیں۔ ایسے زیادہ گڑ والے ہی تو مجھے پسندیدہ ہیں۔ یہ تو بہت ہی اچھے ہیں اور پھر بہت خوش ہو کر کھائے"۔ حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ "حضرت صاحب نے مجھے خوش کرنے کی اتنی باتیں کیں کہ میرا دل بھی خوش ہو گیا"۔ (سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ حصہ اول از شیخ محمود احمد عرفانی۔ صفحہ ۳۱۷، ۳۱۸)

حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ "حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت ام المومنین سلمہا اللہ کا اس قدر اکرام و اعزاز کیا کرتے تھے اور آپ کی خاطر داری اس قدر ملحوظ رکھتے تھے کہ عورتوں میں اس بات کا چرچا رہتا تھا۔ جب میں لاہور میں ملازم تھا، ۱۸۹۷ء یا اس کے قریب کا واقعہ ہے لاہور کا ایک معزز خاندان قادیان آیا۔ ان میں سے بعض نے بیعت کی اور سب حسن عقیدت کے ساتھ واپس گئے۔ واپسی پر اس خاندان کی ایک بڑھیا نے ایک مجلس میں ذکر کیا کہ مرزا صاحب اپنی بیوی کی کس قدر خاطر اور خدمت کرتے ہیں۔ اتفاقاً اس مجلس میں ایک پرانے طرز کے صوفی بزرگ بھی بیٹھے تھے۔ وہ فرمانے لگے کہ ہر سالک کا ایک معشوق مجازی بھی ہوتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صاحب کا معشوق (مجازی) ان کی بیوی ہے۔ یہ خیال تو ان صوفی بزرگ کا تھا مگر اصل بات یہ ہے کہ حضرت ام المومنین کا احترام ان خوبیوں اور نیکیوں کے سبب سے تھا جو ان میں پائی جاتی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے ان فضلوں کے باعث تھا جو ہمیشہ ان پر ہوتے رہے"۔ (سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ حصہ اول از شیخ محمود احمد عرفانی۔ صفحہ ۳۲۴، ۳۲۵)

اب آخر پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ خط جو نواب محمد علی صاحب کے نام ہے وہ پڑھ کر سناتا ہوں۔ حضرت نواب محمد علی خان صاحب کی جب پہلی بیوی فوت ہوئیں تو اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو ان کو تعزیت کا خط لکھا، لکھتے ہیں "درحقیقت اگرچہ بیٹے بھی پیارے ہوتے ہیں اور بھائی بہنیں بھی عزیز ہوتی ہیں لیکن میاں بیوی کا علاقہ ایک الگ علاقہ ہے جن کے درمیان اسرار ہوتے ہیں۔ میاں بیوی ایک ہی بدن اور ایک ہی وجود ہو جاتے ہیں۔ ان کو صدہا مرتبہ اتفاق ہوتا ہے کہ وہ ایک ہی جگہ سوتے ہیں اور وہ ایک دوسرے کا عضو ہو جاتے ہیں۔ بسا اوقات ان میں ایک عشق کی سی محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس محبت اور باہم انس پکڑنے کے زمانے کو یاد کر کے کون دل ہے جو پر آب نہیں ہو سکتا۔ یہی وہ تعلق ہے جو چند ہفتے باہر رہ کر آخر فی الفور یاد آتا ہے۔ اس تعلق کا خدا نے بار بار ذکر کیا ہے کہ باہم محبت اور انس پکڑنے کا یہی تعلق ہے۔ بسا اوقات اس تعلق کی برکت سے دنیوی تلخیاں فراموش ہو جاتی ہیں یہاں تک کہ انبیاء علیہم السلام بھی اس تعلق کے محتاج تھے۔ (سیرت مسیح موعود مصنفہ عرفانی کبیر حصہ دوم صفحہ ۲۱۰)

یہ آخری اقتباس ہے ملفوظات سے لیا گیا۔ "خدا تعالیٰ نے انسان پر دو ذمہ داریاں مقرر کی ہیں۔ ایک حقوق اللہ اور ایک حقوق العباد۔ پھر اس کے دو حصے کئے ہیں یعنی اول تو ماں باپ کی اطاعت اور فرمانبرداری اور پھر دوسری مخلوق الٰہی کی بہبودی کا خیال اور اسی طرح ایک عورت پر اپنے ماں باپ اور خاوند اور ساس سسر کی خدمت اور اطاعت۔ پس کیا بدقسمت ہے جو ان لوگوں کی خدمت نہ کر کے حقوقِ عباد اور حقوق اللہ دونوں کی بجا آوری سے منہ موڑتی ہے۔

(ملفوظات جلد پنجم جدید ایڈیشن صفحہ ۱۸۰)